Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

A Comparative Study of the Interpretative Methodologies of Imām Fakhr Al-Dīn Al-Rāzī, And Sir Syed Ahmad Khan In The Light of Sūrat Al-Fīl

امام رازی اور سر سید احمد خان کے مناہج تعبیر و تشریح کا "سورۃ الفیل کی روشنی میں" تقابلی مطالعہ

Sana Ullah
Ph.D Scholar, Department of Islamic Thought, History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: Sanawazir73@gmail.com

Dr. Hafiz Tahir Islam Askari
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, History & Culture
Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

The Qur'an is the most comprehensive source of divine guidance and the final and complete expression of God's message. Its proper understanding requires the discipline of tafsīr, which holds fundamental importance in interpreting its meanings. Throughout various periods, exegetes have interpreted the Qur'an according to their intellectual, philosophical, and cultural contexts, resulting in a significant diversity of exegetical methodologies.

In this paper, a comparative study is presented on the exegetical methods of Imām Fakhr al-Dīn al-Rāzī and Sir Syed Ahmad Khan in the context of the interpretation of Sūrat al-Fīl. The study begins with a followed by an overview of the historical background of the Incident of the Elephant. Thereafter, the perspectives of both scholars regarding this event are analyzed comparatively, in order to clearly highlight their respective methods of interpretation.

The study concludes that Imām al-Rāzī's methodology represents the classical Islamic exegetical tradition, whereas Sir Syed Ahmad Khan's approach reflects rationalism and subjective reinterpretations. This comparative analysis brings to light the depth and breadth of the diverse intellectual and interpretive trends found in contemporary Qur'anic studies.

Keywords: Interpretative Methodology, Imām Fakhr Al-Dīn Al-Rāzī, Sir Syed Ahmad Khan, Sūrat Al-Fīl, Comparative Analysis

موضوع کا تعارف:

قرآن مجید اس کائنات کی ایک عظیم سچائی ہے اور جملہ انسانیت کے لیے ضابطہ حیات ہے، قرآن مجید کی حکمت اور تقاضوں کو سمجھنے اور قرآنی تعلیمات کو معاشرے میں پھیلانے کا واحد ذریعہ تفسیر ہی ہے جس کی بدولت قرآن فہمی اثرات معاشرے میں نفوذ کرتے رہے۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 19, 2026

تاہم مختلف ادوار میں مفسرینِ عظام نے تعبیر و تشریح کے لیے الگ الگ مناہج اختیار کیے ہیں، جن میں نقلی، عقلی، فلسفی، سائنسی اور اصلاحی تفسیر شامل ہے۔ جب تک انسان روئے زمین پر موجود ہے اور نئے نئے مطالب و معانی پر غور کرتے رہیں گے تب تک تعبیر و تشریح کے نئے نئے مناہج بھی سامنے آتے رہے گے جس سے قرآن فہمی کے میدان میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی ایک جھلک امام رازی اور سر سید احمد خان کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

چنانچہ امام رازی قرآن مجید کی تعبیر و تشریح میں فلسفیانہ، کلامی اور عقائد کے پہلو کو اجاگر کیا ہے اور عقل کے استعمال کے بھی قائل ہیں تاہم نصوص شرعیہ سے انحراف نہیں کرتے ہیں، امام رازی کی مشہور تفسیر، تفسیر کبیر کے متعلق محمد حسین ذہبی لکھتے ہیں:

"ان تفسیر الفخر الرازی لیحظی بشھرۃ واسعة بین العلماء وذالک لانه یمتاز عن غیرہ من کتب التفسیر بالابحاث الفیاضة والوسعة"[1]

رازی کی تفسیر کو علماء کے ہاں عمومی شہرت حاصل ہے کیونکہ تفسیر کے دیگر کتب کے مقابلے میں اس کا امتیاز یہی ہے کہ اس میں مختلف علوم سے متعلق وسیع اور بھرپور بحثیں ملتی ہیں۔

جبکہ سر سید احمد خان قرآن مجید کی تعبیر و تشریح میں عقل کو ہی اہمیت دیتا ہے اور کلام اللہ کو عقل کے تحت ہی سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ عقل کو نقل پر بہر صورت برتری حاصل ہوگی، تعارض کی صورت پیش آجائے تو ترجیح بھی عقل کو ہوگی، نیز تفسیر قرآن میں بعض مقامات پر خود ساختہ تاویلات بھی کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں امام رازی اور سر سید احمد خان کے مناہج تعبیر و تشریح کو جاننے کے لیے سورۃ الفیل کی روشنی میں تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ تاکہ دوں مفسرین تعبیر و تشریح کے متعلق مناہج کی وضاحت ہو سکیں۔

سورۃ الفیل:

"أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ،أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ، وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ،تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ"[2]

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟، کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کر دی تھیں؟، اور ان پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے، جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے، چنانچہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوس"

واقعہ اصحاب فیل: تاریخی پس منظر

ہر مفسر نے سورۃ الفیل کی تفسیر کی ابتداء میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے، امام رازی نے بھی اس واقعہ کا مختصر ذکر کیا ہے، لیکن بعض مفسرین نے اس واقعہ کو متعدد حوالوں کے ساتھ نہایت مفصل بیان فرمایا ہے، یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارک سے تقریباً پچاس پچپن دن پہلے پیش ہوا تھا، ایک دفعہ ابرہہ بن صباح

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

الاشرم جو یمن کا بادشاہ تھا انہوں نے صنعاء شہر میں یہ القلیس نامی ایک کنیسہ تعمیر کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ یمن کے لوگ حج کے لیے کعبہ سے منع ہو جائے اور اس کنیسہ کا رخ کر لے، تو بنی کنانہ سے ایک شخص ایک کنیسہ کے اندر گندگی کی جس سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا، بعض کہتے ہے کہ عرب کا کسی مسافر قبیلہ نے اس کنیسہ کے قریب آگ جلادی پھر ہوا نے اس آگ کو ادھر ادھر پھیلا کر جس سے کنیسہ کو بھی نقصان پہنچ گیا، پھر ابرہہ نے قسم کھائی کہ میں ان کا کعبہ منہدم کروں گا چنانچہ وہ اپنے ہاتھی کے ساتھ جس کا نام محمود تھا پر سوار ہو کر نکل پڑے ان کے ساتھ آٹھ یا بارہ یا ایک قول کے مطابق ہزار ہاتھی مزید بھی روانہ کر دیئے، جب یہ لشکر مکہ کے قریب پہنچ گیا تو عبدالمطلب نے ان کو یہ پیشکش کہ ہم پورے تہامہ کی ایک تہائی کی پیداوار آپ کو خراج کے طور پر ادا کریں گے لیکن آپ واپس چلے جائیں اور کعبہ پر حملہ نہ کرے، انہوں نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کیا اور محمود نامی ہاتھی کو آگے چلنے کے لیے تیار کرنے لگا دریں اثنا وہ وہی بیٹھ گیا اٹھانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن اپنی جگہ سے ہل نہ سکا، پھر ان کو یمن کی طرف موڑ کر چلانا چاہا تب کھڑا ہو کر چلنے لگا اور ادھر ادھر گھوما کر ہر طرف چلنے لگا لیکن کعبہ کی جانب منہ کرتے ہوئے بیٹھ جاتا۔

ابرہہ نے چونکہ عبدالمطلب کے سو اونٹ تحویل لے کر گئے تھے، جب ان کے پاس اس عرض سے آئے جب ابرہہ نے عبدالمطلب کو دیکھ کر (جسم کے لحاظ نہایت خوبصورت لگ رہے تھے) اور اس سے کہا گیا کہ یہ قریش کا سردار ہے اور ان سو اونٹ کا مالک ہے، اور جب ان کو اپنی درخواست پیش کی تو ابرہہ نے کہا کہ میرے دل میں تو آپ کی بڑی عزت تھی اب وہ بالکل ختم ہو گیا میں تو آپ کا کعبہ تو آپ کا اور آپ کے اباو اجداد کا دین منہدم کرنے آیا ہوں، عبدالمطلب نے جواب میں کہا کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس کا مالک رب ہے وہ اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا، جب یہاں لوٹ آئے تو بیت اللہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دعا کر رہے تھا کہ اس دوران یمن کی طرف پرندے کا غول آنے لگا اور عجیب قسم کے پرندے تھے جو اس سے پہلے نظر نہیں آئے تھے، ان کی چونچ میں ایک کنکری اور دو کنکریاں پنجوں میں لیے ہوئے تھے جو چنے اور مسور کے مقدار کی تھیں، اور ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہو گئے اور جو کنکری جس حیوان یا انسان پر پڑتی اس کی بدن چھیدتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی، ان میں بہ سے ہاتھی اور انسان یہاں مر گئے اور بعض بھاگتے ہوئے راستے میں مر گئے، ابرہہ کو چونکہ سخت سزا دینا مقصود تھا تو اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا دریں اثناء وہ نجاشی کے ہاں پہنچ گئے اور ان کو سارا قصہ سنایا جب قصہ ختم کر کے تو اس پر ایک کنکری لگ کر اس کے سامنے ہلاک ہو گیا، ابرہہ کے ہاتھی محمود کے ساتھ دنوں ہاتھی بان یہی مکہ میں ہو کر رہ گئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے ان دونوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اندھے اور اپاہج تھے۔[3]

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

اس واقعہ کو مفسرین نے محدثین کی اصطلاح میں ارہاص کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کی ولادت سے قبل ایسے واقعات اور نشانیوں کا ظہور فرماتے ہیں جو خرق عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ کی طرح ہوتے ہیں اور یہ چونکہ علامتِ نبوت اور اثباتِ نبوت کے لیے بطور تمہید اور تاسیس ہوتی ہے اس لیے ارہاص کہا جاتا ہے، لٰہذا یہ واقعہ ارہاصات میں شمار ہوتی ہے۔[4]

واقعہ اصحاب فیل کے متعلق سرسید احمد خان کا منہج تعبیر و تشریح :

سرسید احمد خان جمہور مفسرین کی طرز تفسیر سے اتفاق نہیں کرتے، اس لیے انہوں نے جمہور مفسرین کے منہج سے ہٹ کر ایک نیا طریقۂ تفسیر کا انتخاب کیا ہے اور اس کے لیے انہوں نے اصول تفسیر کے نام سے قواعد واصول متعین کیے، اور ان ہی اصول تفسیر کی روشنی میں تفسیر قرآن لکھنا شروع کیا، اور تفسیر کا مقصد یہی تھا کہ قرآن مجید کا پیغام ایک نئے اور جدید انداز سے پیش کر کے اور ہندوستان میں مسلمانوں پر طاری شدہ جمود کا توڑ ممکن ہو سکے۔

سرسید احمد خان چونکہ تفسیر قرآن میں جمہور مفسرین کے اصول تفسیر سے ہٹ کر اپنے مخصوص نظریات کی روشنی میں متعین کردہ اصول تفسیر کے تحت تفسیر کرتا ہے، تو واقعہ اصحاب فیل کے متعلق سرسید احمد خان لکھتے ہیں:

"مشہور قصہ اصحاب فیل کا ہے ابرہۃ الاشرم جو ایک عیسائی حاکم یمن کا تھا اس نے صنعاء یمن میں قریب عمدان کے ایک عظیم الشان کنیسہ یعنی گرجا بنایا تھا اور قلیس اس کا نام رکھا تھا اور یہ بات چاہی کہ لوگ کعبہ کا حج چھوڑ دیں اور اس کنیسہ کا حج کیا کریں اور اس لیے اس نے کعبہ کے ڈھانے کا ارادہ کیا اور معہ فوج کے اور چند ہاتھیوں کے روانہ ہوا اور مغمس میں اترا اس وقت قریش اور کنانہ اور خزاعہ اور ہذیل سب لڑنے کو تیار ہوئے مگر انہوں نے ابرہۃ الاشرم سے مقابلہ کرنے کی طاقت اپنے میں نہیں پائی، ابرہۃ الاشرم نے کہلا بھیجا کہ مجھے تم سے جدال و قتال منظور نہیں بلکہ صرف کعبہ ڈھانا مقصود ہے اس گفتگو میں چند روز گزرے اور اسی درمیان میں ابرہہ کے لشکر میں چیچک کی وبا پھیلی جو اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی تمام لشکر برباد ہو گیا بہت سے مر گئے اور بہت سے اسی حالت میں پھیر گئے خدا تعالیٰ نے ان پر ایسی آفت ڈالی کہ جو بدارادہ انہوں نے کیا تھا اس پر کامیاب نہیں ہوئے، مفسرین نے اس قصہ کو عجیب طرح سے رنگا ہے قرآن مجید میں دو لفظ آئے ہیں طیر اور حجارۃ ان دونوں لفظوں کی مناسب سے جو مفسرین وضاعین نے جو قصہ چاہا بنا لیا ہے جس کی کچھ اصل نہیں ہے"[5]

سرسید احمد خان سورۃ الفیل میں ابابیل سے وبال اور حجارہ سے آفت مراد لیتے ہے، چنانچہ وہ **وارسل علیھم طیرا ابابیل** کا ترجمہ یوں کرتے ہیں جو ان پر پتھر یعنی آفت ڈالتے تھے جو ان کے لیے لکھے ہوئے تھے۔[6]

سرسید احمد خان نے چونکہ تفسیر قرآن کے لیے پندرہ اصول تفسیر لکھے ہیں اور وہ قرآن مجید کی ان ہی اصول تفسیر کی روشنی میں تفسیر کرتا ہے، واقعہ اصحاب فیل کے متعلق ہی ان اصولوں کی روشنی میں تعبیر و تشریح کا منہج اختیار کیا ہے، ان اصول میں یہ بھی ہے کہ عقل کو بہر صورت فوقیت حاصل ہوگی جہاں پر عقل اور نص کا تعارض آجائے تو ترجیح عقل کو حاصل ہوگی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں مافوق عقلِ انسانی کوئی بات مذکور نہیں اور اس کے متعلق وہ خود لکھتے ہیں:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

"چاہے یہ مانا جائے کہ انسان کا مقصد وجود خدا کی عبادت ہے یا یہ کہا جائے کہ مذہب انسان کی سہولت کے لیے وضع کیا گیا ہے، دونوں صورتوں میں یہ لازمی ہے کہ انسان میں ایسی صلاحیت پائی جائے جو اسے اس ذمہ داری کے قابل بنائے اور وہ صلاحیت عقل ہے، اس بناء پر ضروری ہے کہ مذہب کی تعلیمات انسانی عقل کے دائرے سے بالاتر نہ ہو، اگر کوئی مذہب عقل انسانی سے بالاتر قرار دیا جائے تو پھر انسان اس کا مکلف نہیں رہ سکتا"[7]

اسی طرح ان اصول تفسیر میں یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا امر مذکور نہیں جو قانونِ فطرت کے خلاف ہو **"واماالمعجزات فقد ثبت من القرآن انه علیه السلام ما ادعیٰ باحد من المعجزات وقال علیه السلام انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الهکم اله واحد وقال علیه السلام فی موضع آخر انما انا بشیر و نذیر ، ولهذا قال المحقق الاجل الشاه ولی الله فی التفهیمات الالهیة ولم یذکر الله سبحانه شیئا من المعجزات فی کتابه ولم یشر الیها قط"[8]**

جہاں تک معجزات کا تعلق ہے تو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی معجزے کے مدعی نہ تھے، بلکہ یہ ضرور کہا ہے کہ میں تمہاری مثل ہوں اور میں بشیر ونذیر ہوں یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں معجزات کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کی جانب کوئی اشارہ ملتا ہے۔

واقعہ اصحاب فیل کے متعلق سر سید احمد خان نے متذکرہ بالا اصولوں کی روشنی میں یہی تعبیر اختیار کر کے اور اس واقعہ کو چیچک کے وباء سے جوڑ دیا اور اس کے لیے ایسی تاویل کر دی کہ عقل اس کو تسلیم کرے۔

سر سید کی واقعہ اصحاب فیل کے حوالے سے اختیار کردہ تعبیر کا مولانا عبدالحق حقانی رد کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قریش مکہ آنحضرت ﷺ کی تکذیب کے لیے ادنی ادنی باتوں کی تلاش میں تھے پھر اگر یہ واقعہ غلط ہوتا تو آپ اس کو اہل مکہ کے رو برو جس شہر کا واقعہ ہے اور جس واقعہ کے دیکھنے والے بھی موجود ہیں بیان کرتے؟ ہر گز نہیں اور بیان کرنے سے آپ پر کیا کیا دروغ گوئی اور ابطال نبوتؐ کے الزام قائم ہوتے پھر جب ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف جیسے معاندین نے بھی بجز تسلیم کے چارہ نہ دیکھا تو اب ان سے کوئی بڑھ کر منکر ہو گیا ہے جو انکار کرتا ہے اور انکار بھی محض بے دلیل اور دلیل بھی ہے تو نیچر کے خلاف ہے یا ہماری سمجھ میں نہیں آتا اور پھر اس وجہ سے اس کی تاویل کرے اور چیچک نکلنا بتلادے عقلمند کی شان سے بعید ہے۔ غرض اس تشبیہ سے یہ ہے کہ ان کنکریوں میں سمیت بھی ایسی تھی کہ لگتے ہی جسم میں جابجا آبلے پڑ جاتے تھے اور ورم کر آتا تھا اور شکل بھی بدل جاتی تھی اور چور چورا ہو جاتا تھا شاید اس بات سے ماؤل نے اس واقع کو چیچک نکلنے پر محمول کیا ہے، یہ اس کی غلط فہمی ہے واقعہ ٹھیک یوں ہے کہ جس طرح ہم نے بیان کیا اور جو قرآن مجید کے ظاہر الفاظ سے سمجھا جاتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ ان کنکریوں میں جو زہر اور قہر کی بجھی ہوئیں تھیں یہ تاثیر تھی کہ جس پر پڑتی تھیں اس کے بدن پر آبلے پڑ جاتے تھے اور ورم ہو کر صورت بھی بگڑ جاتی تھی . . . . . خوش فہم ماؤل نے اسی بات کو اصحاب فیل کی مصیبت سمجھ لیا کہ بس چیچک نکلی تھی اور پرندوں نے کنکریاں کچھ نہ پھینکی تھیں، چیچک نکلنے کو استعارہ کے طور پر بیان کیا ہے"[9]

CC BY

اسی طرح ڈاکٹر حبیب الرحمن کیلانی سر سید کی اس تاویل کارد کرے ہوئے رقم طراز ہے:

"اب سید صاحب اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر میں چیچک کی وباء پھوٹ پڑی تھی اور وہ فوج مر گئی، اب سوال یہ ہے کہ اس وبا کی مکہ والوں سے کیا دوستی تھی کہ اس نے انہیں توکچھ نہ کہا اور ابرہہ کے لشکر کو ہاتھیوں سمیت ختم کر کے دم لیا حالانکہ یہ دونوں ایک ہی علاقے اور ایک ہی وقت میں موجود تھے ؟ پھر یہ ہاتھیوں کی چیچک کا تصور بھی خوب ہے، اور دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن کی آیت ترمیھم بحجارۃ من سجیل جوان پر پتھروں کی کنکریاں پھینکتے تھے، سے چیچک کی وباء کا تصور کیسے کشید کیا جا سکتا ہے "[10]

واقعہ اصحاب فیل کے متعلق امام رازی کا منہج تعبیر و تشریح :

امام رازی اپنے عصر کے فلسفیانہ اور عقلی علوم کے بلند پایہ عالم تھے، ان کی مشہور تفسیر، تفسیر کبیر میں عقلی رنگ غالب ہے اور یہ تفسیر، تفسیر بالرائے کے اہم تفاسیر میں شمار ہوتا ہے، امام رازی تفسیر قرآن میں عقل کو بھی ترجیح دیتے ہیں اور جو مفہوم عقل کے مطابق ہو اس کو راجح قرار دیتے ہیں، تاہم نص سے تعارض واقع ہونے کی صورت میں عقل کو ترجیح نہیں دیتے ہیں، اسی طرح جب تک کسی لفظ کا حقیقی اور معروف معنٰی مراد لینا ممکن ہو تب تک مجازی اور عیر معروف معنٰی مراد نہیں لیتے ہیں، سورۃ الفیل میں واقعہ اصحاب فیل کے متعلق امام رازی نے تعبیر و تشریح کے لیے اسی منہج کو اپنایا ہے، چنانچہ وہ اپنی تفسیر میں لفظ ابابیل کے تحت اس پرندے کی شکل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"كانت طيرا لها خراطيم كخراطيم الفيل و اكف كاكف الكلاب ....قال طير سود جاءت من قبل البحر فوجا فوجا"[11]

ترجمہ: پرندے کا ہاتھی جیسی سونڈھی، اور پنجے کتوں کے پنجوں جیسے تھے، کہا گیا ہے کہ کالے رنگ کے تھے جو سمندر کی جانب سے گروہ در گروہ آنے لگے۔

اسی طرح کنکریوں کی مارنے کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كان كل طائر يحمل ثلاثة احجار واحد فى منقاره و الاثنان فى رجليه يقتل كل واحد رجلا مكتوب على كل حجر اسم صاحبه ما وقع منها حجر على موضع الا خرج من الجانب الآخر"[12]

ترجمہ: ہر پرندہ تین پتھر اٹھائے ہوئے تھے ایک چونچ میں ایک دو پنجوں میں، اور ہر ایک پتھر سے ایک شخص کو قتل کر دیتا تھا، اور ہر پتھر پر اس شخص کا نام بھی لکھا ہوا تھا جس کے لیے وہ مقرر تھا، پتھر جہاں گرتا اس کو چیرتا ہوا دوسری جانب نکل جاتا۔

اسی طرح امام رازی نے اس واقعہ کنکری مارنے کی کیفیت کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہے:

"روى عكرمه عن ابن عباس قال لما ارسل الله الحجارة على اصحاب فيل لم يقع حجر على احد منهم الا نقط جلده و ثار به الجدرى"[13]

ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالی نے ہاتھی والوں پر کنکر بھیجے تو ان میں سے جس کو وہ کنکر لگا اس کی کھال گلنے لگی اور اس کو جلد کی بیماری نے آلیا۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

امام ابن جریر طبریؒ نے بھی اس واقعہ نہایت تفصیل اسی طرح ہی بیان کیا ہے، ابابیل اور کنکریاں مارنے کے حوالے سے رقم طراز ہے:

"مع كل طائر منها ثلاثة احجار حجران فی رجليه وحجر فی منقارة فجعلت ترميهم بهاحتى جعلهم الله عزوجل كعصف ماكول"[14]

ترجمہ: ہر پرندے کے تین کنکریاں تھے دو کنکریاں پاؤں میں اور ایک کنکری چونچ میں، پس انہوں نے اس کو ان پر پھینک دیے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کھایا ہوا بھوسا کی طرح کر ڈالا۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے بھی اسی واقعہ کو اسی طرح تفصیل سے بیان کیا ہے، اور کنکریاں مارنے کی کیفیت کے متعلق لکھتے ہے:

"فكان الحجر يقع على راس الرجل فيخرج من دبره و على كل حجر اسم من يقع عليه"[15]

ترجمہ: وہ کنکری آدمی کے سر پر لگ جاتا اور اس کے پچھلے حصے (دبر) سے نکل جاتا اور ہر کنکری پر اس شخص کا نام لکھا ہوا ہوتا جس پر وہ لگنے والا ہوتا۔

اسی علامہ ابن کثیر نے بھی سورۃ الفیل کی تفسیر کے ذیل اس واقعہ کو یوں ہی تفصیل سے بیان کیا ہے، اور ابابیل کی شکل اور کنکریاں مارنے کیفیت کے متعلق امام رازی جیسی تفسیر کی ہے۔[16]

خلاصہ بحث

اس واقعہ پر سارے مفسرین اور مؤرخین سلف سے خلف تک سب کا چودہ سو برس سے اتفاق اور اجماع ہے اور امام رازی بھی اس واقعہ میں ابرہہ کی لشکر پر پرندوں کی طرف سے کنکریاں مارنے اور ان کی ہلاکت کے قائل ہے اور سورۃ الفیل میں لفظ "ابابیل" اور "حجارۃ" کا وہی حقیقی اور معروف معنیٰ مراد لیا ہے اور ابابیل (پرندوں) کی شکل اور حجارہ (کنکریاں) مارنے کی کیفیت کو بھی بیان کیا ہے، جبکہ سر سید احمد خان اس کو چیچک کی وباء سے تعبیر کیا ہے، سر سید کی اس تعبیر کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان کے ہاں عقل کو بہت اہم مقام حاصل ہے کیونکہ ان کے ہاں یہی عقل قانون اور قانون فطرت کا صحیح فہم پیدا کر کے خالق فطرت کی منشاء جاننے کا ذریعہ بنتی ہے ،اور کہتے ہیں کہ کوئی امر قانون قدرت کے خلاف واقع نہیں ہوتا ہے، چنانچہ انہوں نے خود معجزات کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے :

"حکماء و فلاسفہ نے معجزات یا کرامات کا انکار کسی وجہ سے کیا ہو مگر ہمارا انکار اس بناء پر نہیں کہ وہ مخالف عقل کے ہیں اور اس لیے ان سے انکار کرنا ضرور ہے بلکہ ہمارا انکار اس بناء پر ہے کہ قرآن مجید سے معجزات و کرامات یعنی ظہور امور کا بطور خرق عادت یعنی خلاف فطرت یا خلاف جبلت یا خلاف خلقت یا خلاف قدر التی قدرھا اللہ کے امتناع پایا جاتا ہے جس کو ہم مختصر لفظوں میں یوں تعبیر کرتے ہیں کہ کوئی امر خلاف قانون قدرت واقع نہیں ہوتا"[17]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: January 19, 2026

متذکرہ بالا عبارت کی روشنی میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے سرسید کے تصور معجزات پر تنقید کرنے کے دوران یہ کوشش کی ہے کہ سرسید کے فکری اور داخلی تضادات کو ان کے اپنے قواعد کی روشنی میں واضح ہو سکے، چنانچہ انہوں نے سرسید کی مذکورہ بالا بیان کو سامنے رکھتے ہوئے کہا ہے کہ سرسید معجزات کا منکر نہیں یعنی اس کے وقوع پذیر ہونے میں ان کو کوئی اشکال نہیں البتہ قرآن مجید میں معجزات کا ثبوت چاہتے ہیں لہذا ہم قرآن مجید میں مذکور معجزات کی نشاندہی کرنے پر توجہ دیں گے [18] پھر اس کے بعد امرتسریؒ نے قرآن مجید میں موجود ہر معجزہ کا ثبوت پیش کیا ہے اور ساتھ ساتھ سرسید پر تنقید بھی کی ہے۔

خرق عادت واقعات کے متعلق سرسید احمد خان کا نقطہ نظر یہی رہا ہے کہ سلف مفسرین ان واقعات کو نہیں سمجھ سکتے تھے، اور سرسید خود ان واقعات کی عقلی توجیہات اور خود ساختہ تاویلات کرتے ہیں، چنانچہ سرسید کی اس فکر پر علامہ شبلی نعمانیؒ رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں اس قسم کے جو واقعات منقول ہے فرقہ جدیدہ ان کی عموماً تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن مجید میں اس قسم کا ایک واقعہ بھی مذکور نہیں، لیکن انصاف یہ ہے کہ قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں اس قسم کے واقعات مذکور ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا، بے شبہ اشاعرہ کی افراط بچوں کی وہم پرستی کے درجہ تک پہنچ گئی ہے، لیکن نکار محض بھی کچھ کم ہٹ دھرمی نہیں ہمارے زمانہ کے لوگوں نے جو تاویلیں کی ہیں ہم اس سے بخوبی واقف ہیں، بے شبہ یہ تاویلیں نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے کافی ہیں جو بے چارے عربی زبان اور اس کے طرز اسلوب سے ناآشنا ہیں مگر ماہر عربیت کے سامنے یہ تلمیع (ملمع سازی) کیا کام دے سکتی ہے" [19]

تجاویز و سفارشات:

1۔ کلاسیکی اور جدید تفسیری مناہج کے درمیان پائے جانے والے فکری اختلافات کو صرف تنقید کی نظر سے نہیں بلکہ علمی افہام و تفہیم کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جائے، تاکہ طلبہ و محققین دونوں رجحانات کی علمی بنیادوں سے واقف ہو سکیں۔

2۔ جامعات میں تفسیر کے نصابات میں ایسے تقابلی مطالعات کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو روایتی اور جدید تفسیری رجحانات کے درمیان بنیادی فرق کا ادراک پیدا ہو سکے۔

3۔ سرسید احمد خان اور ان جیسے دیگر مفسرین کے افکار پر تنقیدی انداز میں تحقیقی کام کو مضبوط علمی اصولوں کے تحت فروغ دیا جائے، تاکہ قرآن کی جدید تعبیر کے مثبت اور منفی پہلو متوازن انداز میں سامنے آسکیں۔

4۔ امام رازی اور دیگر کلاسیکی مفسرین کے اصولِ تفسیر کو عصرِ حاضر کی ضروریات کے مطابق ازسرِ نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ جدید ذہن قرآن کے روایتی فہم کو بہتر انداز میں سمجھ سکے۔

5۔ دیگر ایسی سورتوں اور واقعات کا بھی تقابلی جائزہ لیا جائے جہاں کلاسیکی اور جدید مفسرین کے مابین نمایاں فرق موجود ہو۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 1 (January-March 2026)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
January 19, 2026

حوالہ جات:

[1] محمد حسین ذہبی، التفسیر والمفسرون (قاھرہ: مکتبۃ وھبیۃ، س،ن) 1 / 208

[2] سورۃالفیل

[3] امام فخر الدین رازی، تفسیر مفاتح الغیب (بیروت: دارالفکر، 1981ء)96/32

[4] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)8/ 817

[5] سرسید احمد خان، سیرت محمد (لاہور: مقبول اکیڈمی، 1988ء)554

[6] محمد اسماعیل پانی پتی، مقالات سرسید (لاہور: مجلس ترقی ادب، 1992ء)10 / 119

[7] سرسید احمد خان تفسیر قرآن، مقدمہ (لاہور: رفاہ عام سٹیم پریس، 1995ء)1 / 6

[8] ایضاً

[9] مولانا عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی (لاہور: المکبۃالعزیزیہ، س،ن)8 / 249

[10] حبیب الرحمن کیلانی، آئینہ پرویزیت (لاہور: انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ، 2004) 78

[11] مفاتیح الغیب، 32/ 100

[12] ایضاً

[13] ایضاً

[14] محمد ابن جریر طبری، تفسیر طبری (مرکزالبحوث والدراسات العربیہ، 2001ء)643/24

[15] محمود بن عمرز مخشری، تفسیر الکشاف (بیروت: دارالکتاب العربی، 1407ھ)4/ 797

[16] ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی، تفسیر القرآن العظیم (دار طیبہ، س،ن)488/8

[17] سرسید احمد خان، تفسیر القران (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ، 1994ء) 34/3

[18] ثناءاللہ امرتسری، تفسیر ثنائی (لاہور: ثنائی اکیڈمی، س،ن)1 / 384

[19] شبلی نعمانی، الکلام، (کان پور: نامی پریس، س،ن)2 / 146

Bibliography:

1. Muhammad Hussain Al-Dhabi , Al-Tafsir wa al-Mufassirun, Cairo:Makaba Wahabiyah.n.d.
2. Fakhr al-Dīn al-Rāzī. Tafsīr Mafātīḥ al-Ghayb. Beirut: Dār al-Fikr, 1981.
3. Mufti Muhammad Shafi. Maʿārif al-Qur’ān. Karachi: Maktabah Maʿārif al-Qur’ān, 2008.
4. Sir Sayyid Ahmad Khan. Sīrat-i Muḥammad. Lahore: Maqbool Academy, 1988.
5. Abdul Haq Haqqani. Tafsir Haqqani. Lahore: Al-Maktaba Al-Aziziyah.n.d
6. Habib-Ur-Rahman Kilani . Aina-e-Prosit. Lahore: International Dar-U-Salam Printing, 2004.
7. Mahmood ibn Umar Al-Makhshari. Tafsir Al-Kashaf . Beirut: Dar-al-Kitab Al-Arbi,1407 AH.
8. Muhammad ibn Jarir Al-Tabari. Tafsir Al-Tabari. Markaz Buhuth wa al-Dirasat Al-Arabia, 2001.
9. Abu al-Fida Ismail ibn Umar ibn Kathir Al-Dimashqi , Tafsir al Quran al Azim , Dar Tayyibah , n.d.
10. Sana Ullah Amritsari . Tafsir Sanai. Lahore :Sanai Acedmy , n.d
11. Sir Syed Ahmad Khan. Tafsir al-Quran . Lahore: Dost Associates Al-Karim Market, 1994.
12. Muḥammad Ismāʿīl Pānīpatī. Maqālāt-e Sir Sayyid. Lahore: Majlis Taraqqī-e-Adab, 1992.
13. Shiblī Nuʿmānī. Al-Kalām. Kanpur: Nāmi Press, n.d.

CC BY